Tauseeq, Volume. 4, Issue. 1
ISSN (P) 2790-9271 (E) 2790-928X
DOI: https://doi.org/10.37605/tauseeq.v4i1.44

Received: 12-04-2023
Accepted: 27-05-2023
Published: 30-06-2023

کہانی اور افسانہ؛ بنیادی مباحث

Story and Short Story; Basic Points

سلام اللہ*
فضل کبیر**
عزیز الرحمان***

Abstract:

Literature and short stories are necessary for each other. The Story in Literature is presented with artfully fictional art. Fiction is used to narrate stories in short words. Such stories are often called short stories. Still, there is the difference between fiction and story. In the following article, it is trying to find the difference between the two with nine points. Including triangle of start, mid and end, correction point, bask structure, relation of events, presentation of characters. Also, in order to bring out the artistic status of fiction, with the help of various critics and experts, the basic essentials of fiction have also been presented in a categorical manner.

Keywords: Short Story, Story, Literature, Technique, Art.

قصہ یا کہانی سے انسان کا رشتہ قدیم ہے۔ قصہ اس وقت بھی موجود تھا جب زبان اظہار کا ذریعہ نہیں بنی تھی۔ عہد قدیم کا انسان کہانی میں دلچسپی رکھتا تھا۔ اس کا ثبوت قدیم تہذیبوں کے آثار کے مطالعہ سے ملتا ہے۔ اس کے لیے مختلف چیزوں اور طریقوں کا سہارا لیا جاتا تھا۔ پتھروں پر مختلف اشیا کی تصویریں بنا کر ان سے مطلب اخذ کیا جاتا تھا۔ دیگر مذہبی کتابوں اور صحیفوں سمیت قرآن مجید میں بھی اگلی قوموں کا ذکر اکثر کہانی کی صورت میں ہی آیا ہے۔

کہانی کا ظہور اردو ادب میں اچانک نہیں ہوا بلکہ یہ ہندوستان کے تہذیب کا بنیادی جزو تھا۔ یہاں کے باشندوں کو شروع ہی سے کہانی سننے اور سنانے سے

* پی ایچ ڈی،سکالر،قرطبہ یونیورسٹی پشاور۔
** پی ایچ ڈی، سکالر،اسلامیہ کالج یونیورسٹی پشاور۔
*** پی ایچ ڈی، سکالر،قرطبہ یونیورسٹی پشاور۔

دلچسپی رہی۔ جب ہم ہندوستان کے قدیم ادب کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہمیں کہانی کی روایت قدیم ہندوستانی ادب میں مل جاتی ہے۔ مظہر علی ولا نے فورٹ ولیم کالج میں بیتال پچیسی کے عنوان سے 315 ق م کے ہندوستانی کہانی نویس گنا ڈھیہ کی کہانیاں ترجمہ کیں۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ہندوستان میں کہانی کی روایت ہزاروں سال پر مبنی ہے۔

اردو ادب میں کہانی داستان، ناول اور افسانے کی ہئیت میں موجود ہے۔ کہانی ان اصناف کی بنیادی اکائی ہے۔ جدید تحقیق سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ اردو ادب میں افسانے کا باقاعدہ آغاز بیسویں صدی عیسوی کے پہلے عشرے سے ہوا۔ اگرچہ اردو میں ایسی تحریریں موجود تھیں جس میں افسانے کے عناصر مل جاتے ہیں لیکن تاریخی اور تحقیقی لحاظ سے افسانے کی صنف خالصتاً انگریزی ادب سے اردو میں مستعمل ہوئی۔ آگے جا کر کہانی کی اصطلاح افسانے کے لیے استعمال ہونے لگی، حالانکہ ہمارے یہاں کہانی کی ایک قدیم اور پختہ روایت پہلے سے موجود تھی، جبکہ افسانہ اپنے خاص اصولوں اور ضابطوں کے ساتھ مغرب سے آیا تھا۔

افسانہ اور کہانی کے بنیادی مباحث پر بات کرنے سے پہلے ان دونوں اصناف ادب کے لغوی اور اصطلاحی معانی و مفاہیم کی وضاحت ضروری معلوم ہوتی ہے۔

"افسانہ" کے معنی مختلف اردو لغات میں کچھ یوں درج ہیں:

> "حکایتِ بے اصل، قصہ، کہانی، من گھڑت کہانی، جھوٹی بات، افسوس، حسرت، پچھتاوا، مشہور، شہرت یافتہ، سر گزشت، حال، ماجرا، ذکر۔"(1)

> "تصوری، خیالی، تخیل زاد (خصوصاً کوئی کہانی) جھوٹی، ناول، مختصر کہانی یا ناولٹ کی صورت میں خیالی واقعات کا نثری اظہار، گھڑنے یا خیال آرائی کرنے کا عمل، قانون (یہ مفروضہ کہ جھوٹ کو بھی سچ کے طور پر قبول کیا جا سکتا ہے)۔"(2)

ان معانی و مفاہیم سے لفظ "افسانہ" کے بنیادی معنی کا ادراک ہو جاتا ہے کہ "افسانہ" ایسی تحریر کے لیے مستعمل ہے جس میں کسی واقعہ یا ماجرا کا بیان ہو۔ لیکن بحیثیت صنف ادب "افسانہ" کو پہچاننے کے لیے مختلف ناقدین فن اور اصطلاحات کے ماہرین کی آراء پر نظر ڈالنا پڑے گا۔

"افسانہ" کے متعلق معروف امریکن افسانہ نویس ایڈگر ایلن پو لکھتے ہیں:

"افسانہ اس کہانی کو کہتے ہیں جس کا مطالعہ زیادہ سے زیادہ ایک گھنٹے میں کیا جاسکے۔"(3)

دی انسائیکلوپیڈیا برٹنیکا کے مطابق:

"Short story brief fictional prose narrative that is shorter than a novel and that usually deals with only a few characters. The short story is usually concerned with a single effect conveyed in only one or a few significant episodes or scene…. The short story had its precedents in ancient Greek Fables of the Arabian Nights."(4)

ڈاکٹر سلیم اختر افسانے کے حدود یوں متعین کرتے ہیں:

"مختصر افسانہ کی جدا گانہ تکنیک ہے، جو ناول سے اخذ شدہ ہونے کے باوجود بھی انفرادیت کی حامل ہے۔ مختصر افسانہ میں پلاٹ، کردار، مکالمے، ماحول کی تصویر کشی، جزئیات نگاری اساسی کردار ادا کرتے ہیں۔ مختصر افسانہ کو جو خصوصیت ناول سے ممیز کرتی ہے وہ ہے وحدت تاثر۔ دیکھا جائے تو افسانے کا سارا مزہ، تاثر یا تاثیر وحدت تاثر کی مرہون منت ہے۔"(5)

مندرجہ بالا اقتباسات اور آراء سے "افسانے" کا جو مفہوم واضح ہو جاتا ہے، اسے درج ذیل نکات میں تقسیم کیا جا سکتا ہے:

(1) تحریر نثری ہو ۔
(2) بنیادی صفت اختصار ہے۔
(3) اس میں انسانی زندگی کا کوئی نہ کوئی حوالہ موجود ہو ۔
(4) تخیل کی کارفرمائی پائی جاتی ہو۔
(5) افسانہ نگار کے ساتھ قاری بھی شریک احساس رہتا ہے۔
(6) وحدت تاثر لازمی پایا جاتا ہے۔
(7) کوئی واضح آغاز و انجام نہیں ہوتا بلکہ قاری کو سوچنے اور نتیجہ اخذ کرنے کا موقع دیا گیا ہو۔
(8) محض مسائل کی نشاندہی کی گئی ہو نہ کہ ان کا حل بھی پیش کیا گیا ہو۔

درجہ بالا نکات سے افسانے کے نقوش اور فنی لوازمات کافی حد تک واضح ہو جاتے ہیں اور "افسانے" کو دوسرے اصناف سے بحیثیت الگ صنف سمجھنے میں کافی مدد مل جاتی ہے۔

اردو کے قدیم نثری سرمائے خصوصاً داستان اور ناول کے مطالعہ سے یہ نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ "افسانہ" کہانی کی تبدیل شدہ صورت ہے، جو بیسویں صدی میں مغربی ادب کے راستے اردو میں داخل ہوا۔ یہاں "کہانی" سے مراد مافوق الفطرت عناصر پر مشتمل کہانی نہیں ہے بلکہ اس کہانی کا ذکر ہے جو انسانی زندگی کے واقعات کا احاطہ کرتی ہے۔

بیشتر ناقدین ادب "افسانہ" اور "کہانی" کو بطور مترادف استعمال کرتے ہیں۔ لیکن دونوں میں فرق موجود ہے۔ اس حوالے سے محمد حسن عسکری رقم طراز ہیں:

> "عام طور سے افسانے اور کہانی میں کوئی فرق نہیں کیا جاتا، بلکہ دونوں الفاظ کو مترادف سمجھا جاتا ہے۔ اس لیے یہ تصریح ضروری ہے کہ یہاں کہانی سے مراد دلچسپ واقعات کا سلسلہ ہے، خواہ اس سلسلہ کو ناول کی شکل میں پیش کیا جائے یا ڈرامے کی صورت میں یا افسانے کے انداز میں۔ اسی طرح یہ بھی یاد رکھے کہ "کہانی" پلاٹ اس بنتی ہے جب واقعات میں کوئی منطقی رشتہ ہو اور وہ بکھرے بکھرے اور ایک دوسرے سے غیر متعلق نہ ہوں۔ اس کے بعد افسانے کا نمبر آتا ہے، یہ لفظ ہمارے یہاں شروع میں داستان یا کہانی کے معنوں میں ہی استعمال ہوتا تھا۔ کہانی بڑی ہو یا چھوٹی اس کی کوئی پابندی نہیں تھی۔ مثلاً "فسانہ آزاد" کا نام ہی دیکھ لیجیے۔ یہ ایک لمبا چوڑا ناول ہے، لیکن اسے کہا گیا ہے افسانہ۔ چنانچہ اب سے پچاس ساٹھ برس پہلے اردو میں ناول اور مختصر کہانی دونوں کو بے تکلف افسانہ کہا جاتا تھا۔ پہلی جنگ عظیم کے بعد سے یہ لفظ اس چیز کے لیے مخصوص کر دیا گیا جسے انگریزی میں "شارٹ سٹوری" کہتے ہیں۔ کہانی اور افسانے کا تعلق بہت ہی لچک دار واقع ہوا ہے۔ بعض دفعہ ٹھیٹ کہانی کو افسانہ کہتے ہیں اور بعض دفعہ کہانی کا عنصر افسانے میں سے بالکل غائب ہو جاتا ہے۔"(6)

مندرجہ بالا اقتباس سے اگر بہت کچھ نہیں تو کچھ نہ کچھ ضرور واضح ہو جاتا ہے۔ کہانی اور افسانے میں فرق نہایت باریک ہے، اسی وجہ سے کہانی اور افسانے کے مابین تفریق کرنا مشکل ہو جاتا ہے اور بعض دفعہ کہانیوں کو افسانے قرار دیے جاتے ہیں ۔ حالانکہ کہانی میں بیان کیے گیے واقعات میں محض منطقی تسلسل (رشتہ) ہوتا ہے۔ جبکہ افسانے میں بیان کردہ واقعات کا آپس میں تعلق نفسیاتی نوعیت کا ہوتا ہے۔ دوسری اہم بات جو اس اقتباس سے واضح ہو جاتی ہے وہ یہ کہ "کہانی"

کی روایت افسانے کے مقابلے میں کافی قدیم ہے۔ اگرچہ اس کو باقاعدہ الگ صنف ادب کی حیثیت نہ مل سکی۔

دنیائے ادب میں دیومالائی اور اساطیری کہانیوں کی تاریخ سینکڑوں بلکہ ہزاروں سال پرانی ہے۔ اردو ادب میں کہانی کی ابتدا داستان کی صورت میں ہوئی۔ جس میں حقیقت نگاری کم ہی ہوتی تھی اور زیادہ زور توہمات اور مافوق الفطرت عناصر پر صرف کیا جاتا تھا اور زبان و بیان میں تصنع اور بناوٹ سے کام لیا جاتا تھا۔ ان داستانوں میں چھوٹی چھوٹی ضمنی کہانیاں بھی ہوتی تھیں۔ جو ارتقائی عمل سے گزرنے کے بعد کہانی کی ترقی یافتہ شکل میں ظاہر ہوئی جس کی جڑیں اپنی زمیں میں پیوست تھیں۔ لیکن صنعتی انقلاب اور جدید انسان کے گونا گوں مسائل و مصروفیت کی وجہ سے طویل داستانیں اور کہانیاں پڑھنے اور سننے کے لیے وقت باقی نہ بچا جس کی وجہ سے افسانے نے قلیل عرصے میں مقبولیت حاصل کی۔ جس کی وجہ سے اردو ادب میں مختصر کہانی کو پنپنے کا موقع نہ مل سکا۔ جس کی وجہ سے ناقدین ادب کہانی کو بطور الگ صنف قرار دینے میں اختلاف رائے کا شکار رہیں۔

کہانی میں کرداروں کے اعمال (Actions) سے روانی پیدا ہوتی ہے۔ یعنی کہانی میں اعمال و واقعات کو بنیادی اہمیت حاصل ہوتی ہے اور کردار محض ان اعمال کو انجام دینے کے لیے موجود ہوتے ہیں۔ جبکہ افسانہ میں کردار کے ذہنی سفر اور ذہنی واقعات (Mental Events) کا ظہور بھی ہو جاتا ہے۔ دوسری اہم بات افسانہ میں کردار کے باطنی جبکہ کہانی میں خارجی حوالوں کو نمایاں اہمیت دی جاتی ہے۔ جس کے متعلق ڈاکٹر سلیم آغا قزلباش لکھتے ہیں:

> "جب کوئی واقعہ اکہری سطح پر خارجی حوالے سے محض "Action" اور واقعات کی رنگا رنگی کی مدد سے خود کو متشکل کرے تو اس کے لیے "کہانی" کی اصطلاح استعمال کرنا زیادہ مناسب ہو گا۔"[(7)]

کہانی نویس کے سامنے پہلے سے تعین کردہ اختتام/ نتیجہ ہوتا ہے۔ وہ ایک سوال ذہن میں رکھتا ہے، اس کا جواب ڈھونڈنا کہانی کار کا اصل مقصد نظر آتا ہے۔ جس کی وجہ سے بعض دفعہ "خاتمے" سے پہلے ہی قاری انجام سے آگاہی حاصل کر لیتا ہے۔ اس حوالے سے وقار عظیم کی بات قابل توجہ ہے:

> "کہانی ایک اہم اور بعض صورتوں میں پیچیدہ سوالیہ نشان ہے۔ کہانی شروع ہوتی ہے اور ارتقا کی منزلیں طے کرتی ہوئی انجام کی طرف

بڑھتی رہتی ہے اور یہ سوالیہ نشان آہستہ آہستہ گھٹتا اور نظر کے سامنے سے غائب ہوتا رہتا ہے۔"(8)

کہانی میں قاری یا سامع کے ذہن میں تجسس ابھارا جاتا ہے۔ اس کے لیے قاری کے جذبات میں جوش لانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ جبکہ افسانے میں واقعات کے نفسیاتی، جذباتی، طبقاتی اور معاشرتی مسائل کی گرہ کھولنے کی کوشش کی جاتی ہے۔

کہانی سے عموماً اصلاح معاشرہ کا کام بھی لیا جاتا ہے۔ چونکہ اس میں سادگی اور روانی ہوتی ہے، تو لوگ اسے پڑھنے میں آسانی اور دلچسپی محسوس کرتے ہیں۔ اسی پردے میں بسا اوقات کہانی نویس اپنے وعظ و نصائح کو قاری تک پہنچاتا ہے۔ اس مقصد کو پورا کرنے کے لیے ایسا پیرایہ اظہار استعمال کیا جاتا ہے جو ہر خاص و عام کی سمجھ میں آ سکے۔ اس پہلو پر سید وقار عظیم یوں اظہار خیال کرتے ہیں:

"کہانی بنیادی طور پر دلچسپی کی چیز ہے اور اس کی دوسری خصوصیتیں اس بنیادی خصوصیت کی تابع ہیں۔ چنانچہ اس کی اسی خصوصیت کی بنا پر اس سے ہر زمانے میں اصلاحی مقصد کے ایک مؤثر آلے اور وسیلے کا کام لیا گیا ہے۔"(9)

کہانی اور افسانہ کے مباحث میں ایک اور اہم نکتہ یہ ہے کہ کہانی نویس اور افسانہ نگار کی شخصیتوں میں کافی فرق ہوتا ہے۔ افسانہ نگار کی شخصیت پس منظر میں رہتی ہے، وہ افسانہ اور قاری کے درمیان حائل نہیں ہوتا لہٰذا جب قاری افسانہ پڑھتا ہے تو اپنے قوت متخیلہ کو استعمال کرنے پر خود کو مجبور پاتا ہے۔ جبکہ کہانی نویس براہ راست قاری/ سامع سے مخاطب ہوتا ہے اور وہ کہانی نویس کے زیر اثر مختلف مدارج سے گزرتا ہے۔

افسانے کی اپنی ایک خاص تکنیک، فنی لوازمات اور خاص اسلوب ہوتا ہے۔ جبکہ کہانی کے لیے ایسی کوئی شرط وجود نہیں رکھتا۔ اس نکتہ کو ڈاکٹر سلیم اختر اس طرح بیان کرتے ہیں:

"کسی واقعہ، ماجرا، فرد کا دلچسپ احوال بیان کرنا کہانی کے زمرہ میں آسکتا ہے۔ ہر افسانہ میں کہانی ہوتی ہے لیکن ہر کہانی میں افسانہ نہیں ہو سکتی۔ افسانہ اپنی تکنیک کا پابند ہے۔ لیکن کہانی کے لیے کوئی تکنیک مخصوص نہیں۔"(10)

ان مباحث سے "کہانی" کے حوالے سے جو قابل ذکر پہلو سامنے آتے ہیں جو کہانی کو افسانے سے ممیز کرتے ہیں وہ ذیل میں درج کیے جاتے ہیں:

کہانی میں واقعات کا آپس میں منطقی تسلسل کا رشتہ ہوتا ہے۔ جبکہ افسانے میں یہ رشتہ نفسیاتی نوعیت کا ہوتا ہے۔ کہانی میں کردار کے اعمال (Actions) پر زیادہ زور دیا جاتا ہے۔ جبکہ افسانے میں کردار کے ذہنی سفر کو بنیادی اہمیت حاصل ہوتی ہے۔ کہانی کا ڈھانچہ اکہرا جبکہ افسانے کا پیچیدہ ہوتا ہے۔ کہانی میں عمل کا پہلو جبکہ افسانے میں فکر کا پہلو نمایاں ہوتا ہے۔ کہانی عموماً آغاز، انجام اور وسط کے مثلث سے بنتی ہے، جس سے اکثر قاری کو انجام کا پتہ آغاز ہی میں مل جاتا ہے۔ جبکہ افسانے میں کوئی واضح آغاز و انجام نہیں ہوتا۔ کہانی نویس مسائل کو پیش کرتا ہے۔ اصلاحی مقصد اس کے سامنے ہوتا ہے جس کے لیے وعظ و نصیحت کا سہارا بھی لیتا ہے۔ جبکہ افسانہ نگار کا کام محض مسائل کی نشاندہی کرنا ہوتا ہے۔ افسانہ نگار کسی واقعہ کو بیان کرنے کے لیے مختلف تکنیک اور خاص اسلوبیاتی انداز اپناتا ہے۔ جبکہ کہانی نویس کو کسی خاص تکنیک، خاص اسلوب اور فنی قیود کا سامنا نہیں کرنا ہوتا۔ کہانی میں کسی واقعہ کا دلچسپ احوال بیان ہوتا ہے۔ جبکہ افسانہ میں غیر محسوس طور پر افسانہ نگار کا نقطہ نظر شامل ہوتا ہے، جس سے افسانہ میں گہرائی پیدا ہو جاتی ہے۔ کہانی میں اصلاحی اور اخلاقی درس کہانی نویس کا ذاتی نقطہ نظر نہیں بلکہ معاشرے کی اجتماعی ذہن کی نمائندگی کرتی ہے۔ جبکہ افسانہ میں بیان کردہ جذبات و احساسات کا افسانہ نگار کی شخصیت سے تعلق ہوتا ہے۔

یہاں ان نکات کو درج کرنا ضروری ہے جو "کہانی" اور "افسانہ" کو ایک دوسرے سے ممیز کرتے ہیں:

(1) کہانی میں واقعات کا آپس میں منطقی تسلسل کا رشتہ ہوتا ہے۔ جبکہ افسانے میں یہ رشتہ نفسیاتی نوعیت کا ہوتا ہے۔
(2) کہانی میں کردار کے اعمال (Actions) پر زیادہ زور دیا جاتا ہے۔ جبکہ افسانے میں کردار کے ذہنی سفر کو بنیادی اہمیت حاصل ہوتی ہے۔
(3) کہانی کا ڈھانچہ اکہرا جبکہ افسانے کا پیچیدہ ہوتا ہے۔
(4) کہانی میں عمل کا پہلو جبکہ افسانے میں فکر کا پہلو نمایاں ہوتا ہے۔
(5) کہانی عموماً آغاز، انجام اور وسط کے مثلث سے بنتی ہے، جس سے اکثر قاری کو انجام کا پتہ آغاز ہی میں مل جاتا ہے۔ جبکہ افسانے میں کوئی واضح آغاز و انجام نہیں ہوتا۔
(6) کہانی نویس مسائل کو پیش کرتا ہے۔ اصلاحی مقصد اس کے سامنے ہوتا

ہے جس کے لیے وعظ و نصیحت کا سہارا بھی لیتا ہے۔ جبکہ افسانہ نگار کا کام محض مسائل کی نشاندہی کرنا ہوتا ہے۔

(7) افسانہ نگار کسی واقعہ کو بیان کرنے کے لیے مختلف تکنیک اور خاص اسلوب اپناتا ہے۔ جبکہ کہانی نویس کو کسی خاص تکنیک، خاص اسلوب اور فنی قیود کا سامنا نہیں کرنا ہوتا۔

(8) کہانی میں کسی واقعہ کا دلچسپ احوال بیان ہوتا ہے۔ جبکہ افسانہ میں غیر محسوس طور پر افسانہ نگار کا نقطہ نظر شامل ہوتا ہے، جس سے افسانہ میں گہرائی پیدا ہو جاتی ہے۔

(9) کہانی میں اصلاحی اور اخلاقی درس کہانی نویس کا ذاتی نقطہ نظر نہیں بلکہ معاشرے کی اجتماعی ذہن کی نمائندگی کرتی ہے۔ جبکہ افسانہ میں بیان کردہ جذبات و احساسات کا افسانہ نگار کی شخصیت سے تعلق ہوتا ہے۔

متذکرہ بالا مباحث اور نکات کے بعد یہ نتیجہ اخذ کرنا برحق ہے کہ افسانہ اور کہانی دو الگ الگ اصناف ادب ہے۔ دونوں کی پیش کش مختلف ہے۔ لہٰذا دونوں کی الگ حیثیت کو قبول کرنے میں تامل سے کام نہیں لینا چاہیے۔

حوالہ جات

(1) سید احمد دہلوی، مولوی (مرتبہ)، فرہنگ آصفیہ (جلد اول)، مرکزی اردو بورڈ، لاہور، 1997ء

(2) قومی انگریزی اردو لغت، مقتدرہ قومی زبان اسلام آباد، 1994ء، ص 153

(3) Review of Hawthorn's Twice Told Tales-1949-P.566 (Reproduced in Vikings P. Library)

(4) "The new Encyclopaedia Britannica", Vol 10, 15th Edition, printed in USA-1997, page; 761

(5) سلیم اختر، ڈاکٹر، تنقیدی اصطلاحات، س ن، ص 41

(6) محمد حسن عسکری، کہانی کے روپ "افسانہ"، مشمولہ "ماہ نو" جون 1965ء، ص 7،9

(7) سلیم آغا قزلباش، ڈاکٹر، جدید افسانے کے رجحانات، انجمن ترقی اردو پاکستان، 2000ء، ص 47

(8) وقار عظیم، سید، کہانی کی منطق، مشمولہ فنون (اشاعت خاص نمبر 2، شمارہ نمبر 4)، جولائی1963ء، لاہور، ص 15

(9) وقار عظیم، سید، کہانی اور معاشرے کی اصلاح، مشمولہ افسانے کی بنیادی مباحث، مرتبہ

ایم اے فاروقی، بل ہوم اردو بازار کراچی، 2007ء، ص27

(10) سلیم اختر، ڈاکٹر، تنقیدی اصطلاحات، س ن، ص 215

References

(1) Syed Ahmad Dehlwi, Molivi, (Murttiba), Farhang Asifya (Jild Awal), Markazi Urdu Board, Lohre, 1997

(2) Qoumi Angrizi Luaat, Muqtadira Qoumi Zuban Islam Abad, 1994, P 153

(3) Review of Hawthorn's Twice Told Tales-1949-P.566 (Reproduced in Vikings P. Library)

(4) "The new Encyclopaedia Britannica", Vol 10, 15th Edition, printed in USA-1997, page; 761

(5) Salim Akhtar, Dr, Tanqidi Istilahat, P 41

(6) Muhammad Hassan Askri, Kahani Kay Roap "Afsana", Mashmola "Maah-e-Nao", June 1965, P 7,9

(7) Salim Iqbal Qazalbash, Dr, Jadid afsany Kay Rujhanat, Anjuman Tariq Urdu Pakistan, 2000, P 74

(8) Waqar Azeem, Syed, Kahani Ki Mantiq, Mashmola Fanoon (Eshaat Khaas Numer 2, Shumara Number 4) July 1963, Lahore, P 15

(9) Waqar Azeem, Syed, Kahani Aor Muaashry Ki Islaah, Mashmola Afsany Ki Bunyadi Mubahis, Muratiba M.A Farooq, Bill Home Urdu Bazar Karachi, 27

(10) Salim Akhtar, Dr, Tanqidi Istilahat, P 215